15

منافقت ایک خطرناک مرض ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے

(فرمودہ 3 جون 1949ء بمقام ناصر آباد اسٹیٹ سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''دُنیا میں سب سے بڑی مرض منافقت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔[1] منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔ منافق ہمیشہ دوست بن کر دشمنی کرتا ہے اور ظاہری جامہ وہ ایسا پہنا کرتا ہے کہ گویا تمہیں اپنی خیرخواہی کا یقین دلاتا ہے۔ منافقت جتنی جتنی پھیلتی ہے اُتنی ہی جماعت کمزور ہوتی جاتی ہے۔ کسی بُری چیز کو اچھی شکل دے دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ بعض سادہ لوح ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں تمسخر کرتے ہیں تو ان کی پیٹھ پر تھپڑ مار دیتے ہیں اور کہتے ہیں اوہو! تمہاری پیٹھ پر تو مٹی لگی ہوئی ہے۔ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ گویا اس کی خدمت کر رہے ہیں لیکن دراصل وہ اس کا تمسخر اُڑا رہے ہوتے ہیں۔ اِس طرح وہ کئی قسم کی باتیں بنا بنا کر اپنی نیک نیتی کا اظہار کرتے ہیں لیکن واقعات پردہ ہٹا کر یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ آیا ان کا فعل نیک نیتی پر مبنی تھا یا بدنیتی پر۔

احادیث میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی ایک سفر میں پیچھے رہ گئیں۔ یہ حضرت عائشہؓ تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ آپ ہمیشہ ہر سفر میں

ایک آدمی پیچھے چھوڑ جایا کرتے تھے تا کہ وہ اِدھر اُدھر دیکھ لے کہ قافلہ کی کوئی چیز پیچھے تو نہیں رہ گئی۔ اِسی طرح اس سفر میں آپؐ ایک صحابیؓ کو اِسی غرض کے لیے اپنے پیچھے چھوڑ گئے تا وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا آئے اور اگر قافلہ کی کوئی چیز گر گئی ہو تو وہ اُسے اُٹھا لے۔ وہ صحابیؓ گرے پڑے سامان کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ میدان میں ایک عورت لیٹی ہوئی ہے۔ پاس آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ ہیں جو غلطی سے پیچھے رہ گئی ہیں۔ بات یہ ہوئی کہ جب رات کو قافلہ چلا تو حضرت عائشہؓ اس وقت قضائے حاجت کے لیے باہر گئی ہوئی تھیں اور چونکہ آپؓ اُن دِنوں دبلی پتلی تھیں اور آپؓ کا بوجھ کم تھا قافلہ کے منتظم نے اُن کا ہودج اُٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور خیال کیا کہ آپؓ اندر ہی ہوں گی۔ جب آپؓ واپس آئیں اور دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے تو آپؓ کو سخت پریشانی ہوئی اور وہیں بیٹھے بیٹھے سو گئیں۔ صبح جب اس صحابی نے آپؓ کو دیکھا تو اُس نے زور سے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ اس آواز سے حضرت عائشہؓ بیدار ہو گئیں۔ انہوں نے قریب آ کر چپکے سے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ حضرت عائشہؓ سوار ہو گئیں اور وہ خود باگ پکڑ کر مدینہ چل پڑے۔ جب مدینہ میں پہنچے تو بعض لوگوں نے جو منافق تھے یہ باتیں کرنا شروع کر دیں کہ حضرت عائشہؓ کا پیچھے رہنا بلا وجہ نہیں تھا بلکہ اس میں ضرور کوئی بات ہے۔[2] چنانچہ قرآن کریم میں بھی اس واقعہ کا ذکر آتا ہے۔ اُن لوگوں کی منافقت کی بڑی علامت یہی تھی کہ وہ اصل آدمی کے پاس جا کر بات نہیں کرتے تھے۔ کسی شخص کا اصل آدمی کے پاس جا کر اُسے اُس کی برائی کی طرف توجہ نہ دِلانا بلکہ اِدھر اُدھر لوگوں میں اُس کی طرف منسوب کر کے بُرائی پھیلانا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ منافقت کرتا ہے اور اس کی ظاہری خیر خواہی محض بناوٹ ہے۔ اُس کی اصل غرض یہ ہے کہ بدظنی اور بُرائی پھیلے۔ ورنہ وجہ کیا ہے کہ وہ اصل آدمی کے پاس جا کر اپنی بات بیان نہیں کرتا۔ یہ منافقت نہیں تو اَور کیا ہے؟ کیا اس طرح اُس شخص کی اصلاح ہو جائے گی؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ منافق ہمیشہ شرافت سے تجارت کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کُتّا اپنے مالک کو دیکھ کر کُودتا ہے، نوکر اپنے مالک کی وجہ سے ناز کرتا ہے۔ کوئی شخص کسی سے بدکلامی کرتا ہے تو اس لیے کہ وہ سمجھتا ہے مَیں اگر اسے گالیاں دوں گا تو یہ خاموش رہے گا۔ اسی طرح ایک منافق دوسرے شخص کی شرافت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے یہ شریف آدمی ہے اس لیے یہ میری

بدکلامی کا جواب نہیں دے گا۔ میں بے حیائی کرلوں تو کوئی حرج نہیں۔

غرض کسی شخص کی منافقت کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اصل شخص کے سامنے اس کی بُرائیاں بیان نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگوں میں بدظنی پھیلاتا ہے۔ اس علامت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص کسی منافق کو پہچان نہیں سکتا تو اس سے احمق دنیا میں اَور کوئی نہیں۔ منافق کی پہچان سے زیادہ آسان پہچان اَور کسی چیز کی نہیں۔ اگر کوئی شخص زید کی بُرائیاں بکر کے سامنے بیان کرتا ہے تو یہ یقینی طور پر اس کی منافقت کی علامت ہے۔ ہم فرض کر لیتے ہیں کہ اس کی غرض اصلاح ہے لیکن کیا زید کی بُرائیاں بکر کے سامنے بیان کرنے سے اُس کی اصلاح ہو جائے گی۔ زید کی اصلاح تو اُسی وقت ہوگی جب وہ زید کے پاس جا کر اُسے اس کے نقص کی طرف توجہ دلائے گا اور کہے گا تم میں فلاں فلاں نقص ہے۔ یا مثلاً فضل دین نماز نہیں پڑھتا وہ بدر دین کے پاس جا کر کہتا ہے فضل دین نماز نہیں پڑھتا یا مثلاً بدر دین روزے نہیں رکھتا وہ فضل دین کے پاس جا کر کہتا ہے بدر دین روزے نہیں رکھتا تو اب کیا بدر دین کے پاس باتیں کرنے سے فضل دین نماز پڑھنے لگ جائے گا؟ یا فضل دین کے پاس باتیں کرنے سے بدر دین روزے رکھنے لگ جائے گا؟ فضل دین کی اصلاح اُسی وقت ہوگی جب وہ اس کے پاس جا کر کہے گا کہ تم نماز نہیں پڑھتے اور یہ بُری بات ہے تم اپنی اصلاح کرو۔ اور بدر دین کی اصلاح اُسی وقت ہوگی جب وہ اُس کے پاس جا کر کہے گا کہ تم روزے نہیں رکھتے یہ بُری بات ہے تم اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ مگر جو شخص ایک آدمی کی بُرائیاں دوسرے کے سامنے بیان کرتا ہے وہ اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ وہ منافق ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت ایک شخص کو جو اس کے پاس سے گزر رہا تھا گالیاں دے رہی تھی۔ اس شخص سے پوچھا گیا کہ تم نے اسے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا میں نے اسے سلام کیا تھا اور یہ گالیاں دینے لگ گئی ہے اَور تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس عورت سے بھی دریافت کیا کہ تم اسے گالیاں کیوں دیتی ہو؟ اس نے تو تمہیں صرف سلام کیا ہے۔ وہ کہنے لگی یہ شخص مجھے کہتا ہے ''بھابی کانئے! سلام''۔ گویا وہ شخص سلام کی خاطر سلام نہیں کرتا تھا بلکہ بھابی کانی کہنے کی خاطر سلام کرتا تھا۔ جس شخص کی اصلاح مدنظر ہو اُس کی بُرائیاں اُسی کے سامنے یا اس کے گارڈین کے سامنے بیان کرنی چاہییں تبھی اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ

بات سچ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جھوٹ ہو لیکن کہنے کا فائدہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ بات اُسی شخص کے سامنے بیان کی جائے جس کے ساتھ اُس کا تعلق ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اصل آدمی کے علاوہ کسی اَور کے سامنے باتیں کرتا ہے تو یہ علامت ہے اس کی منافقت کی۔ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعوٰی کرے کہ میں اتنی چھوٹی عقل کا ہوں کہ میں ایک منافق کو بھی پہچان نہیں سکتا؟ قرآن کریم کہتا ہے کہ منافق کو پہچاننا نہایت آسان ہے۔ اس کی پیشانی پر منافق لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ واقع میں یہ لفظ ان کی پیشانی پر سیاہی سے لکھا ہوا ہوتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ 3 منافق کی کچھ علامتیں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ ان علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ دوسرے کے پاس جا کر تمہاری بات کرتا ہے۔ وہ تمہارے سامنے آ کر وہ بات بیان نہیں کرتا۔ اگر تم چندہ نہیں دیتے اور واقع میں وہ تمہاری اصلاح کرنی چاہتا ہے تو وہ تم سے کہے کہ تم چندہ کیوں نہیں دیتے؟ اگر تمہارا کوئی دوست نماز نہیں پڑھتا اور اسے سچ مُچ اس کی اصلاح مدنظر ہے تو جو نماز نہیں پڑھتا اسے جا کر کہنا چاہیے کہ تم نماز پڑھا کرو۔ مثلاً فضل دین چندہ نہیں دیتا اور نورالدین نماز نہیں پڑھتا۔ اب فضل دین کے پاس جا کر یہ کہنے سے کہ نورالدین نماز نہیں پڑھتا نورالدین کس طرح نماز پڑھنے لگ جائے گا۔ یا نورالدین کے پاس جا کر یہ کہنے سے کہ فضل دین چندہ نہیں دیتا کیا وہ چندہ دینے لگ جائے گا؟ ایسا شخص منافق ہے جو تمہیں اپنے چندے اور نماز کا دھوکا دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک مُصلح کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ اگر وہ مومن ہے اور اس کی غرض اصلاح ہے تو وہ کیوں فضل دین کے پاس جا کر نہیں کہتا کہ تم چندہ نہیں دیتے۔ نورالدین کے پاس جا کر کیوں کہتا ہے کہ فضل دین چندہ نہیں دیتا۔ اگر اس کی غرض اصلاح ہے تو وہ نورالدین کے پاس جا کر کیوں نہیں کہتا کہ تم نماز نہیں پڑھتے۔ وہ فضل دین کے پاس جا کر نورالدین کے نقص کیوں بیان کرتا ہے؟

اِسی طرح یہی منافقت اُس کی باقی باتوں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم کہتا ہے کسی کو مارنا نہیں چاہیے وہ کسی کو مار بیٹھے اور کوئی دوسرا شخص اُس کو جا کر کہے میاں! تم نے اس کو کیوں مارا ہے؟ قرآن کریم تو کہتا ہے کسی کو مارنا نہیں چاہیے۔ تو وہ جواب دیتا ہے بھلا اس طرح گزارہ ہوتا ہے۔ گویا دوسرے معنوں میں وہ یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ غلط تعلیم دی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا سب لوگ احمق ہیں۔ عقلمند صرف میں ہی ہوں۔ میں جو بات کہتا ہوں وہ درست ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے تم عدل سے کام لو4 لیکن وہ کہتا ہے کیا عدل اور انصاف سے بھی کام چلتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہتا ہے کہ صرف وہی عقلمند ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ نے غلط تعلیم دی ہے۔ اور اگر یہی بات ہے تو اسے کس نے کہا تھا کہ وہ قرآن کریم کو مانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ لاکھوں عیسائی ایسے ہیں جو آپ پر ایمان نہیں لاتے، لاکھوں یہودی ایسے ہیں جو آپ پر ایمان نہیں لاتے، لاکھوں ہندو اور سِکھ ایسے ہیں جو آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ اسے کس گدھے نے کہا تھا کہ تُو قرآن کریم کو مان اور پھر اس کی تردید کر۔ یا مثلاً قرآن کریم کہتا ہے تم سچ بولو مگر وہ کہتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر تو گزارہ ہی نہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ نے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ غلط تعلیم دی ہے اور یا کہنے والا گدھا ہے۔ اس گدھے کو کس نے کہا تھا کہ وہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ آخر سارے ہندو، سِکھ، عیسائی اور یہودی بھی تو قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اسے کس نے مجبور کیا ہے کہ وہ اِدھر قرآن کریم پر ایمان لائے اور اُدھر کہے کہ یہ کتاب جھوٹی ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر آپ کی تعلیم کے خلاف عمل کرے۔

غرض منافقت ایسی چیز نہیں جس کا پتا نہ لگ سکے۔ کسی شخص کی منافقت کی علامت ہی یہی ہے کہ اگر اس کے پاس قرآن کریم کا حکم آ جائے تو وہ کہہ دیتا ہے اس پر عمل کرنے سے ہمارا کام نہیں چلتا۔ اگر وہ یہودی ہوتا تو اس کی یہ بات درست تھی، اگر وہ ہندو ہوتا تو اس کی یہ بات درست تھی، اگر وہ عیسائی ہوتا تو اس کی یہ بات درست تھی، اگر وہ سِکھ ہوتا تو اس کی یہ بات درست تھی لیکن اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر اور یہ کہہ کر کہ میں قرآن کریم کو مانتا ہوں وہ کہتا ہے جھوٹ کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں اِسی چیز کا نام منافقت ہے۔ وہ پہلے یہ کہے کہ میں قرآن کریم کو نہیں مانتا پھر ایک ایک آیت پڑھ کر اُسے جھوٹا کہے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر ایک طرف وہ کہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں اور دوسری طرف قرآن کہے سچ بولو5 اور وہ کہے میں جھوٹ بولوں گا۔ قرآن کریم کہے تم کسی پر بہتان نہ لگاؤ لیکن وہ کہے میں بہتان لگاؤں گا۔ قرآن کریم کہے تم کسی پر

ظلم نہ کرو اور وہ کہے بھلا اس کے بغیر بھی کام چلتا ہے اور اس طرح وہ قرآن کریم کے ایک ایک حکم کو ردّ کرے اور پھر کہے میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان رکھتا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ہر حرف اُس پر لعنت کرتا ہے۔ اِس کا ہمزہ اُس پر لعنت کرتا ہے۔ اِس کا لام اُس پر لعنت کرتا ہے، اِس کا دوسرا لام اُس پر لعنت کرتا ہے۔ ایک طرف وہ کہتا ہے میں مسلمان ہوں اور قرآن کریم کو مانتا ہوں دوسری طرف وہ کہتا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اس کی ہر آیت جھوٹی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے سچ بولو مگر وہ کہتا ہے میں سچ نہیں بولوں گا۔ پھر وہ کہتا ہے میں مسلمان ہوں۔ یہ منافقت نہیں تو اَور کیا ہے۔ اگر یہ علامات تم میں پائی جاتی ہیں تو تم منافق ہو۔ اگر تمہارا ہمسایہ قرآن کریم کے متعلق کہتا ہے کہ بھلا اس کی تعلیم پر چل کر گزارہ ہوسکتا ہے تو وہ بھی منافق ہے۔ اگر واقعی اس کے ساتھ کام نہیں چلتا تو خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نَعُوْذُ بِاللّٰهِ جھوٹے ہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو کام قرآن کریم سے ہی چلے گا۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم پر چلنے سے کام نہیں چلتا وہ جھوٹا ہے۔ قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ بہرحال سچا ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو ٹٹولو تو دس آدمیوں میں سے پانچ چھ ایسے ہوں گے جو جہالت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتے کہ وہ منافقانہ رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس بات کو جان لیں تو ضرور اپنی اصلاح کر لیں جیسے بعض بیمار ایسے ہوتے ہیں جو بیماری کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بیماری کا علاج نہیں کراتے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک منافقت کو دور نہ کیا جائے جُرم اور عدمِ جُرم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ بعض لوگ تیرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ یہ کتنی سچی بات ہے آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اس میں شُبہ کی کوئی گنجائش نہ تھی لیکن خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے منافق تیرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں۔ 6 دراصل بات تو وہ سچی کہتے تھے لیکن جب وہ منہ سے یہ بات کہتے تھے تو اُن کے دل اس بات کو نہیں مانتے تھے۔ وہ منہ سے یہ کہتے تھے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے وہ جھوٹے ہیں۔ اگر یہ سچے ہوتے تو یہ کہتے کہ ہم

آپ پر ایمان لاتے ہیں۔غرض منافق کو پہچان لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہر وہ آدمی جو تمہارے ملنے والے کی تمہارے پاس بُرائی بیان کرتا ہے تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ منافق ہے۔ اگر وہ سچا ہوتا، اگر وہ نیک ہوتا تو وہ اصل آدمی کے پاس جاتا اور اُسے اصلاح کی طرف توجہ دلاتا۔ اِس علامت کے ہوتے ہوئے جو شخص ایک منافق کو پہچان نہیں سکتا وہ سب سے بڑا اَحمق ہے۔ تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر وہ دوسرے کی بُرائیاں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے تو وہ تمہاری بُرائیاں دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہوگا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ وہ دوسروں کی بُرائیاں تو تمہارے سامنے بیان کرے اور تمہاری بُرائیاں دوسروں کے سامنے بیان نہ کرے۔ درحقیقت تم اسے دوست سمجھ رہے ہوتے ہو اور وہ تمہیں احمق سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہ تمہیں بیوقوف بنا رہا ہوتا ہے اور تم واقع میں بے وقوف ہوتے ہو کیونکہ تم اس کی بات سُن لیتے ہو۔ جب وہ تمہارے پاس آتا ہے اور دوسرے کی بُرائیاں بیان کرتا ہے تو تم اسے کہہ دو میں تمہاری باتیں سننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔تم منافق ہو۔ اگر تمہاری نیت نیک ہے تو تم اصل آدمی کے پاس جا کر اسے اصلاح کی طرف توجہ دلاؤ۔مومن کا یہ طریق ہونا چاہیے کہ جب اس کے پاس ایسا آدمی آئے وہ اسے کہہ دے اگر تم میرے سامنے میری بُرائیاں بیان کرنا چاہتے ہو تو میں سننے کے لیے تیار ہوں اور دوسرے کی اگر نیکیاں بیان کرنا چاہتے ہو تب بھی میں سننے کے لیے تیار ہوں لیکن دوسرے کے عیوب سننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس کے عیوب سنانے ہیں تو اُسی کے پاس جاؤ اور اسے اصلاح کی طرف توجہ دلاؤ میں اس کی اصلاح کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ بہرحال منافق کی پہچان کوئی بڑی بات نہیں۔ ہر جاہل سے جاہل آدمی بھی اسے پہچان لیتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی بعض اَور علامات بھی بیان کی ہیں۔مثلاً آپؐ فرماتے ہیں کہ منافق جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔7 وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ 8 اور جب وہ کسی سے جھگڑا کرتا ہے، گالی گلوچ پر اُتر آتا ہے۔اسی طرح وہ دوسرے پر اتہام لگاتا ہے، دوسرے کی عیب چینی کرتا ہے۔قرآن کریم کہتا ہے وہ یہ کام کسی نیک نیتی کی بناء پر نہیں کرتا بلکہ اس کا مقصد بے چینی اور بدظنی پھیلانا ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ 9 تا بے چینی اور بدظنی پھیلے۔اگر وہ نیک نیت ہے تو کیوں اصل آدمی کے پاس جا کر اس کی بُرائی بیان نہیں کرتا۔

غرض منافقت سب سے بڑی مرض ہے۔ دنیا کی تمام خرابیاں اِسی سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور سنجیدگی اور بہادری سے تقوٰی پیدا ہوتا ہے۔تم ان باتوں پر غور کرنے کی عادت ڈالو اور دیکھو کہ آیا تم میں منافقت تو نہیں پائی جاتی؟ اگر تم اپنے آپ میں منافقت کی علامات پاتے ہو تو اس کی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ دوسرے منافق ہمسایہ کو منہ لگانے کی عادت چھوڑ دو اور اس سے بچنے کی کوشش کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں چک سکندر ضلع گجرات کے چند آدمی قادیان جایا کرتے تھے۔ ان کے قلندر خان اور سمندر خان وغیرہ نام تھے۔ وہ نہایت مخلص احمدی تھے اور ایک ساتھ قادیان جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان میں سے دو تین آدمی قادیان گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ماموں زاد بھائی تھے وہ عموماً درود وغیرہ کرتے رہتے تھے اور باغبانی کا انہیں شوق تھا۔ ان کی باغیچی بڑے باغ کے راستے میں تھی۔ اُس زمانہ میں لوگ تبرکاً باغ کی زیارت کرتے تھے اس لیے کہ وہ آپؑ کے والد صاحب کا لگایا ہوا تھا۔ یہ لوگ بھی وہاں زیارت کے لیے گئے۔ ان میں سے ایک جلدی جلدی قدم اُٹھائے چلا جارہا تھا اور باقی دو اُس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے کہ ان میں سے جو شخص آگے پہنچا وہ ہمارے چچا کے پاس گیا۔ ہمارے چچا کو دوسرے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے ورغلانے کی عادت تھی۔ انہوں نے اُس شخص سے کہا میاں! تم یہاں کیوں آتے ہو؟ کیا مرزا صاحب سے ملنے آئے ہو؟ یہ تو محض دکانداری ہے۔ مرزا صاحبؑ میرے رشتہ دار ہیں اُن کا خیر خواہ مجھ سے زیادہ اَور کون ہوگا؟ اگر وہ سچے ہوتے تو ہم کیوں ایمان نہ لے آتے۔تم کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو؟ یہ تو روپیہ کمانے کا ایک ذریعہ ہے، دکانداری ہے اِس کے علاوہ اَور کچھ نہیں۔ اُس دوست نے اپنے دوسرے بھائیوں کو جو اُس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے بُلانا شروع کیا اور کہا جلد آؤ جلد آؤ۔ ہمارے چچا نے یہ سمجھا کہ یہ شخص مجھ سے متأثر ہوگیا ہے اور اب اپنے دوسرے ساتھیوں پر اپنا اثر ڈالنا چاہتا ہے۔ جب وہ دونوں قریب آئے تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے اپنا ہاتھ ہمارے چچا کے ہاتھ میں دیا ہوا تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب ہوکر کہا قرآن کریم میں جب شیطان کا ذکر آتا تھا تو ہم حیران ہوتے تھے اور ہمیں شوق پیدا ہوتا تھا کہ شیطان کی شکل دیکھیں۔ خدا تعالیٰ لکھتا

تھا کہ شیطان بھی ایک وجود ہے مگر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آج میں نے شیطان کو دیکھ لیا ہے۔ یہ شیطان ہے تم بھی اسے اچھی طرح دیکھ لو۔ چچا اپنا ہاتھ چُھڑانا چاہتے تھے مگر وہ ان کا ہاتھ نہیں چھوڑتا تھا اور کہتا تھا دیکھ لو، پھر نہ کہنا ہمیں پتا نہیں لگا کہ شیطان کیا ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے احمدیوں سے چھیڑ خانی چھوڑ دی۔

پس اگر تم مومن ہو تو جب بھی تمہارے پاس کوئی شخص دوسرے کی بُرائیاں بیان کرے تو اسے بتا دو کہ تم منافق ہو۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ تم اصل آدمی کے پاس جا کر یہ بُرائیاں بیان نہیں کرتے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ آئندہ جرأت نہیں کرے گا اور تمہارے ساتھی کے پاس جا کر بھی وہ ایسی باتیں نہیں کرے گا۔ اور اگر وہ تمہارے جیسا جری نہیں تب بھی وہ خیال کرے گا کہ کہیں یہ بھی ایسی جرأت نہ کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تھوڑے دنوں میں اس کی منافقت دور ہو جائے گی۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو گویا تم اُسے منافقت میں اَور زیادہ دلیر ہو جانے کا موقع دیتے ہو۔ اور اُسے وہ بات کہنے کا موقع دیتے ہو جو عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہی۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہا لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ 10 جو شخص مدینہ میں سب سے زیادہ معزز ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ سب سے ذلیل شخص یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے نکال دے گا۔ اسے یہ جرأت ایسے ہی لوگوں نے دِلائی تھی جو اسے دیکھ کر واہ واہ کرتے تھے۔ وہ سمجھتا تھا میں ایک بڑا لیڈر ہوں، میں مدینہ میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور میں مدینہ واپس جا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ سب سے زیادہ ذلیل ہیں باہر نکال دوں گا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول کا دماغ منافقوں کی اس قسم کی باتوں کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کمال حاصل تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے اکثر ساتھی مومن پیدا کیے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کا ایک بیٹا تھا وہ بھی اس لشکر میں شامل تھا جس کے سامنے عبداللہ بن اُبی بن سلول نے یہ بات کہی تھی۔ وہ مدینہ کا بہت بڑا سردار تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے مدینہ والوں نے اسے تاج پہنانے کا فیصلہ کیا ہوا تھا۔ اُس نے اپنی شان کے دھوکا میں آ کر کہ مدینہ والے اس کے سر پر تاج رکھنے والے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بھاگ کر وہاں پناہ گزیں ہوئے تھے یہ الفاظ کہے کہ مجھے

مدینہ پہنچ لینے دو میں جو سب سے زیادہ معزز ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سب سے زیادہ ذلیل ہیں وہاں سے باہر نکال دوں گا۔ اس کے بیٹے نے یہ بات سُن لی۔ لشکر جب واپس ہوا اور مدینہ کی دیواریں نظر آنے لگیں، بہنیں اپنے بھائیوں کو، ماں باپ اپنے بیٹوں کو اور بیویاں اپنے خاوندوں کو لینے کے لیے مدینہ سے باہر آئیں۔ جب ہر شخص اپنے عزیز کو ملنے کے لیے بیتابانہ آگے بڑھنا چاہتا تھا عبداللہ بن اُبی بن سلول کے لڑکے نے اپنی تلوار سونت لی اور مدینہ کی ایک گلی کے سرے پر کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ سے مخاطب ہو کر کہا تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فقرہ کہا تھا کہ میں جو سب سے زیادہ معزز ہوں مدینہ جا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب سے زیادہ ذلیل ہیں باہر نکال دوں گا۔ خدا کی قسم! میں تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ جب تک تم یہ نہ کہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ معزز ہیں اور تم سب سے زیادہ ذلیل ہو میں تمہیں شہر میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول نے اپنے بیٹے کو بہتیرا ٹالنا چاہا اور کوشش کی کہ کسی طرح یہ بات ٹل جائے لیکن بیٹا نہ مانا۔ اس نے کہا کہ اگر تم یہ نہ کہو گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ معزز ہیں اور میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں تو میں تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ آخر اسے یہ فقرہ کہنا پڑا اور سارے مدینہ کے سامنے اس نے یہ کہا کہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ معزز ہیں۔ 11 تب اس کے بیٹے نے کہا تم اب گزر جاؤ، تم سب سے زیادہ ذلیل ہو اور تم نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے۔ یہ الفاظ کہنے والا بیٹا تھا اور جس کو یہ الفاظ کہے تھے وہ باپ تھا۔ غرض جس شخص کے اندر ایمان پایا جاتا ہے وہ علامات سے اندازہ لگا کر منافق کو فوراً پہچان لیتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر شخص کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو کیا وہ اُسے قتل کر ڈالے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ تمہارا کام یہ ہے کہ قاضی کے پاس جاؤ تم خود فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہو۔ 12

غرض اسلام نے کچھ اصول مقرر کیے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان اصولوں کو نہیں مانتا تو خدا تعالیٰ نے اس کے لیے کوئی قید نہیں لگائی۔ وہ بیشک انہیں نہ مانے۔ مگر جب تک وہ قرآن کریم

کو سچا مانتا ہے یہ انتہائی بے حیائی ہے کہ وہ ایک طرف یہ کہے کہ میں قرآن کریم کو سچا مانتا ہوں اور دوسری طرف وہ عملی طور پر اس کا انکار کر دے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے اور خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ بیوقوف سمجھتا ہے۔

کہتے ہیں کوئی پٹھان تھا اُس نے فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ پڑھا تھا کہ نماز میں اگر کوئی شخص نماز کی حرکات کے علاوہ کوئی اَور حرکت کرے تو اُس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے وقت حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو جو اُس وقت بچے تھے گود میں اُٹھا لیتے تھے اور نماز نہیں توڑتے تھے۔13 آپؐ جانتے تھے کہ نماز کا بچانا اصل فرض ہے۔ اگر بچہ پاس کھڑا چیخیں مارتا رہے گا تو نماز خراب ہوگی۔ اِسی طرح آپؐ نماز میں ضرورت پر دروازہ بھی کھول دیتے تھے کیونکہ اگر دروازہ کھولا نہ جائے تو کھٹکھٹانے والا دروازہ کھٹکھٹاتا چلا جائے گا اور اس طرح نماز خراب ہوگی۔ پٹھان فقہ کو احادیث پر مقدم سمجھتے ہیں اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ نماز میں اگر کوئی شخص نماز کے علاوہ کوئی اَور حرکت کرے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس پٹھان نے جب یہ حدیث پڑھی تو کہنے لگا خو! محمدؐ صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ سننے والے نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کس طرح ٹوٹی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز بتائی ہے۔ اس پٹھان نے جواب دیا کہ کنز میں یوں لکھا ہے۔

پس وہ شخص جو ایسا جواب دیتا ہے اس کے پاگل اور منافق ہونے میں کیا شُبہ ہے۔ کیا اُس شخص سے بھی زیادہ کوئی شخص احمق ہوسکتا ہے جو یہ کہے کہ مجھ میں عقل زیادہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ میں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ کم ہے؟ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر بات قرآن کریم سے نہیں بلکہ اُس سے سمجھنی چاہیے"۔ (الفضل 20 جولائی 1960ء)

1: النساء: 146

2: بخاری کتاب المغازی باب حدیث الْإِفُک

3: البقرة: 274

4: اِعْدِلُوْا (المائدة: 9)

5: وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (الاحزاب: 71)

6: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون:2)

7: بخاری کتاب الایمان باب علامات المنافق

8: بخاری کتاب الایمان باب علامات المنافق

9: النور:20

10: المنافقون:9

11: سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 304، 305 مطبوعہ مصر 1936ء، السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 306 مطبوعہ مصر 1935ء

12: بخاری کتاب الطلاق باب اللِّعَان وَمَن طَلَّقَ بَعد اللِّعَانِ

13: الاصابة فی تمییز الصحابة جلد 1 صفحہ 330 زیر عنوان حسن بن علی۔ بیروت لبنان 1328ھ